پروفیسر رشید احمد

کیکاؤس کے سیاسی افکار

بحرِ خزر کے جنوب مشرقی علاقے کو ہمیشہ سیاسی، ادبی اور علمی اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہ علاقہ طبرستان اور جرجان پر مشتمل ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کوفہ کے گورنر سعید بن العاص نے ان مقامات پر اسلامی پرچم لہرایا۔ اموی عہد میں طبرستان اور جرجان صوبہ دیلم کے دو اہم ضلعوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ آلِ علی جنہوں نے بنی امیہ کی حکومت کا تختہ الٹنے میں عباسیوں کا ساتھ دیا تھا عباسیوں کے تختِ خلافت پر قابض ہو جانے کی وجہ سے ان سے بہت بدظن ہو گئے اور جب آلِ عباس نے بھی اہلِ بیت پر بنی امیّہ ہی کی طرح مظالم ڈھائے تو اہلِ بیت نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی چنانچہ پہلی علوی حکومت کا قیام بھی اسی بحرِ خزر کے ساحل پر عمل میں آیا اور ۲۵۰ھ (۸۶۵ء) میں حسن بن زید نے خاندان زیدیہ کی بنیاد رکھی۔ ۶۶ سال کے بعد سامانیوں نے اس حکومت کا خاتمہ کر دیا لیکن نصر ثانی کے عہدِ حکومت میں حسن بن علی اطروش نے دوبارہ یہاں علوی حکومت قائم کی۔ لیکن نئی حکومت بھی چند روزہ ثابت ہوئی۔ ۳۱۶ھ (۹۲۸ء) میں ایک شخص مرداویج بن زیار نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اصفہان و حلوان کے علاقوں کو بھی حدودِ مملکت میں شامل کر لیا۔ اس طرح زیاری حکومت معرضِ وجود میں آئی۔ یہ خاندان اگرچہ زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا تاہم ادب کی خدمت اور علماء کی قدردانی میں اس خاندان نے بہت شہرت حاصل کی۔ زیاری فرمانروا خود بھی بڑے پایہ کے ادیب و شاعر ہوئے ہیں۔

زیاری خاندان میں شمس المعالی قابوس بن وشمگیر (۳۶۶ھ تا ۴۰۳ھ مطابق ۹۷۶ء تا ۱۰۱۲ء) ایک نامور بادشاہ تھا جس نے البیرونی اور ابن سینا کی سرپرستی کی۔ خصوصاً البیرونی کی اتنی قدردانی کی کہ اس نے بطور اظہارِ تشکر تجرید الشعاعات اور آثار الباقیہ کو اسی فرمانروا کے نام سے معنون کیا۔ اسی قابوس کا پوتا امیر عنصر المعالی کیکاؤس بن سکندر تھا جس کا سالِ ولادت ۴۱۲ھ مطابق ۱۰۲۱ء اور سنِ وفات ۴۷۵ھ مطابق ۱۰۸۲ء ہے۔

قابوس نامہ

کیکاؤس نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام اپنے نامور دادا کے نام پر قابوس نامہ رکھا۔ اس کتاب کا مخاطب اس

کا بیٹا گیلان شاہ ہے جسے زندگی کے تمام نشیب و فراز سے آگاہ کیا گیا ہے اور بے شمار نصیحتیں کی گئی ہیں اسی لیے قابوس نامہ نصیحت نامہ بھی کہلاتا ہے۔ یہ کتاب نظام الملک کے سیاست نامہ کی طرح کیکاؤس کی زندگی کے آخری سال میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں کیکاؤس نے زندگی کے تجربات نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کئے ہیں اور اس کی نصیحتیں آج بھی مشعلِ راہ بنائی جا سکتی ہیں۔

فارسی نثر میں قابوس نامہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس جگہ فارسی ادب کے مشہور مؤرخ اور نقاد براؤن کی رائے نقل کرنا مناسب ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ "قابوس نامہ نے وسیع شہرت حاصل کی اور حقیقت میں کہ یہ کتاب اس شہرت کی مستحق بھی تھی کیونکہ یہ لطائف اور حکمتوں سے پُر ہے، امثال و حکایات کا مرقع ہے اور ایک بادشاہ کی تصنیف ہے جس نے اپنے تجربات نہایت بے باکانہ انداز میں بیان کر دیئے ہیں"

قابوس نامہ کی ابتدا ایک طویل مقدمہ سے کی گئی ہے جس میں کیکاؤس نے اپنے بیٹے کو اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے اور اسے یاد دلایا ہے کہ وہ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا باپ ساسانی فرمانرواؤں کی اولاد ہے اور ماں محمود غزنوی کی بیٹی تھی اور پر دادی دیلم کے بادشاہ کی لڑکی۔ اس کی اس اعلیٰ نسبی کی وجہ سے اس کی ذمہ داریوں میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے اس لیے اسے چاہیئے کہ وہ راہِ راست پر گامزن رہے اور اس سے سرمو انحراف نہ کرے تاکہ اس کی اعلیٰ نسبی پر حرف نہ آنے پائے۔ اس مقدمے کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے جو ۴۴ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی چار بابوں میں مذہبی امور زیرِ بحث آئے ہیں جن میں خالق و مخلوق کے بیان کے ساتھ دینی احکامات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد کے ابواب میں سماجی، معاشی اور سیاسی امور کے ہر ہر پہلو سے بحث کی گئی ہے۔ نجی اور خانگی زندگی کے سلسلے میں والدین کی اطاعت خورد و نوش کے آداب، ہنسی مذاق، عشق و محبت کھیل کود، سیر و شکار، شادی بیاہ، بچوں کی تعلیم و تربیت، غرضیکہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس پر اظہارِ خیال نہ کیا گیا ہو۔ اقتصادی معاملات میں دولت کا جمع کرنا، غلاموں مویشیوں اور جائداد کی خریداری، تجارت و زراعت کے مسئلے زیرِ بحث آئے ہیں۔ علوم میں طب، نجوم، ریاضی، شاعری کے فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سیاسیات میں بادشاہ، وزیر، کمانڈر کے اوصاف و فرائض بیان ہوئے ہیں۔ غرضیکہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے کیکاؤس نے نظر انداز کر دیا ہو۔

اسلوبِ بیان و طرزِ استدلال

قابوس نامہ کا اسلوبِ بیان نہایت سادہ اور واضح ہے۔ زبان میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں پائی جاتی۔ مشکل الفاظ تقریباً نایاب ہیں۔ کیکاؤس اس امر سے واقف تھا کہ اپنے تجربات سے مستفید ہونے پر اپنے

بیٹے کو آمادہ کرنے کے لیے مؤثر اندازِ بیان اختیار کرنا نہایت ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ قابوس نامہ میں بلا کی تاثیر پائی جاتی ہے۔ جابجا ضرب الامثال کے ذریعہ تاثیر میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ گلستانِ سعدی کی طرح قابوس نامہ کے بے شمار جملے زبان زدِ خاص و عام بن گئے ہیں۔ تاثیر کے ساتھ ساتھ دلچسپی بھی شروع سے آخر تک قائم رکھی گئی ہے کہ پڑھنے والا اکتاتا نہیں۔

کیکاؤس اپنے نظریات کی وضاحت تاریخی اور غیر تاریخی دونوں طرح کے واقعات سے کرتا ہے۔ پھر وہ تاریخی واقعات بیان کرنے میں نہایت وسیع القلب بھی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم، عرب اور عجم کی تاریخ سے حوالے دیتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تاریخ اسلام کی بہ نسبت غیر مسلم اقوام کے واقعات زیادہ دہراتا ہے۔ کبھی کبھار احادیث بھی پیش کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بیٹے کے سامنے حضرت عباسؓ کی وصیت کے الفاظ دہراتا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کی تھی " بیٹے اگر تم اس بات کے خواہاں ہو کہ تمہارے دشمن تم کو زیر نہ کر سکیں تو تم کو لازم ہے کہ تم کبھی جھوٹ نہ بولو۔ کسی کی برائی نہ بیان کرو۔ خیانت نہ کرو۔ دشمن کے مقابلہ پر تشدد سے کام نہ لو۔ اور کسی کو اپنے دل کا بھید نہ بتلاؤ " کیکاؤس نے خاندان اہلِ بیت میں حضرت علیؓ اور حسنین علیہم السلام کے زریں اقوال بھی بطور سند پیش کئے ہیں۔ امویوں میں امیر معاویہؓ اور عباسیوں میں ہارون، مامون، متوکل علی اللہ اور قائم باللہ کے واقعات بیان کئے ہیں۔ اس نے صفاری اور غزنوی فرمانرواؤں کے طرزِ عمل سے بھی استدلال کیا ہے۔ غیر مسلموں میں ساسانی بادشاہوں کا جن کی اولاد میں ہونے کا وہ دعویدار ہے باربار ذکر کرتا ہے۔ ان میں نوشیروانِ عادل کی قبر پر لکھے ہوئے حکیمانہ اقوال پر اس نے ایک باب مخصوص کیا ہے۔ ایرانیوں کے علاوہ وہ یونانی بادشاہ اسکندر اعظم اور یونانی فلاسفر میں افلاطون، ارسطو، سقراط وغیرہ کے حکیمانہ اقوال نقل کرتا ہے۔

کیکاؤس کی تصنیف کا مقصد چونکہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرنا تھا اس لیے وہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ ان میں زیادہ واقعات قابوس بن وشمگیر کے بیان کئے ہیں۔ مثلاً جب وہ بادشاہ کے فرائض میں ایک فریضہ یہ بتلاتا ہے کہ بادشاہ کو دیگر ممالک کے حالات سے باخبر رہنا چاہیئے تو وہ قابوس کا طرزِ عمل بیان کرتا ہے کہ وہ ہمسایہ ممالک کے درباروں کے حالات سے پوری طرح آگاہی رکھتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ حکایت بھی بیان کی ہے۔

تاریخی واقعات کے علاوہ کیکاؤس اپنے نقطۂ نظر کو ذہن نشین کرانے کی غرض سے روایات اور حکایات بھی پیش کرتا ہے اکثر کہتا ہے " جیسا کہ عقلمندوں نے کہا ہے " مثلاً انصاف کی اہمیت بتلانے کے لیے وہ عقلمندوں کا یہ قول نقل کرتا ہے " عادل بادشاہ دنیاوی خوش حالی اور فارغ البالی کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے جس طرح

کہ ظلم فرمانروا تباہی و بربادی کا باعث ہوتا ہے۔" قابوس نامہ میں بیان کردہ حکایات کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔
اشعار کے ذریعہ بھی کیکاؤس نے اپنے نظریات کی وضاحت کی ہے۔ ان اشعار میں زیادہ تر اس کے اپنے ہیں جن میں اکثریت رباعیوں کی ہے کہیں کہیں عربی شعر بھی پیش کئے گئے ہیں۔ نامور شعراء کے اشعار بھی بطور سند نقل کئے ہیں۔

سیاسی نظریات

بنی امیہ کے زوال کے بعد خلافت پر عجمی اثرات کا غلبہ ہوگیا۔ ترکوں کے حکومت میں دخیل ہوجانے کی وجہ سے عربیت اور زیادہ مغلوب ہوگئی اور زمام حکومت مدتوں تک ایرانیوں سے ترکوں کی طرف اور ترکوں سے ایرانیوں کی جانب گردش کرتی رہی۔ اس کا اثر سیاسی افکار پر ہونا لازمی تھا اس طرح دو مکاتیب فکر معرض وجود میں آگئے۔ ایک مکتب تو خالص اسلامی اور عربی طرز حکومت کے احیاء کا خواہاں تھا اور دوسرا ساسانی اور عجمی نظام حکومت کا دلدادہ تھا۔ پہلے گروہ کا سربراہ ماوردی ہے اور دوسرے کا کیکاؤس۔ یہی وجہ ہے کہ ماوردی خلافت و امامت اور شوریٰ وغیرہ پر بہت زیادہ زور بیان صرف کرتا ہے لیکن کیکاؤس صرف موروثی فرمانروا کے اوصاف و فرائض بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔ ماوردی خیالی دنیا میں رہتا ہے لیکن کیکاؤس حقائق سے کبھی چشم پوشی نہیں کرتا۔ پھر اسے نظام الملک کی طرح عملی سیاست کا وسیع تجربہ حاصل ہے اس لیے کیکاؤس کے سیاسی نظریات نہ صرف قابل عمل ہیں بلکہ ایک طویل تجربے کے بعد قائم کئے گئے ہیں۔ یہ شرف نظام الملک کے سوا کسی بڑے مسلم سیاسی مفکر کو حاصل نہ ہو سکا۔

حکمراں کے اوصاف

کیکاؤس نے قابوس نامہ میں سلطان کے اوصاف اور فرائض گنوائے ہیں۔ جہاں تک کہ اوصاف کا تعلق ہے اس کا کہنا ہے کہ بادشاہ کے لیے چھ صفات کا حامل ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے نزدیک پہلی صفت جس سے سربراہ حکومت کو متصف ہونا چاہیئے وہ ہیبت و رعب ہے۔ اس کا خیال ہے کہ بادشاہ کی اطاعت کا انحصار اس کی ہیبت پر ہے۔ ہیبت ہی کے ذریعہ اس کے احکامات کی تعمیل کی جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ راعی اور رعایا میں فرق صرف یہ ہے کہ بادشاہ حکم دیتا ہے اور رعایا اس کی تعمیل کرتی ہے۔ اگر بادشاہ اپنے احکامات کو نافذ نہ کرسکے تو پھر حاکم و محکوم میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا اور سلطنت کا وقار بھی ختم ہوجاتا ہے۔

بادشاہ میں دوسری صفت انصاف کا پایا جانا بے حد ضروری ہے۔ کیکاؤس عدل و انصاف پر بہت زور دیتا ہے۔ اس کی رائے میں حکومت کے قیام کا مقصد ہی یہی ہے کہ بنی نوع انسان کو تکالیف و مصائب سے

محفوظ رکھا جائے۔ اس لیے بادشاہ کو رعایا کے آرام و آسائش کا سب سے زیادہ خیال ہونا چاہیئے۔ اور وہ رعایا کے ساتھ عادلانہ سلوک کرے اور سب کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کرے۔ وہ بادشاہ کو سورج سے تشبیہ دیتا ہے جو کہ ادنیٰ و اعلیٰ دونوں کو برابر روشنی اور گرمی پہنچاتا ہے۔ کیکاؤس انصاف کا فائدہ بجائے اخروی ثواب کے دنیوی خوش حالی قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حکومتیں رعایا ہی کے ذریعہ پھلتی پھولتی ہیں کیونکہ حکومت کے ذریعۂ آمدنی کا انحصار رعایا پر ہے۔ اگر ملک میں بسنے والے عوام کی تعداد زیادہ ہو اور وہ خوش حال و متمول ہوں تو یقیناً شاہی خزانہ بھی معمور ہوگا۔ رعایا کی کثرت و خوش حالی عدل و انصاف کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے۔ نظام الملک بھی عدل و انصاف کی اہمیت بیان کرتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ وہ قیام عدل کے لیے رعایا کو مشورہ دیتا ہے کہ شرعی احکامات کی پابندی کریں تاکہ خداوند تعالیٰ ان سے خوش ہو کر ان پر منصف حکمران متعین کرے کیونکہ طوسی کے خیال میں ظالم بادشاہ غضبِ الٰہی کا مظہر ہوتا ہے۔ لیکن کیکاؤس انصاف کو رعایا کی خوش حالی اور شادکامی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

مصنفِ قابوس نامہ کی رائے میں بادشاہ میں تیسری خوبی سخاوت ہونی چاہیئے۔ اس نے اپنی کتاب میں سخاوت کے لیے ایک باب مخصوص کیا ہے اور یہ قابوس نامہ کا آخری باب ہے۔ وہ سخاوت کو حکومت کے استحکام کا سبب اور عوام کی خوش حالی کا ذریعہ بتلاتا ہے۔

بادشاہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ قانون کا احترام کرے اور اس کی خلاف ورزی نہ کرے کیونکہ وہ جب خود ہی قانون شکنی کرے گا تو وہ دوسروں سے کب توقع رکھ سکتا ہے کہ وہ قانون کی پابندی کریں گے۔

بادشاہ میں سنجیدگی اور متانت بھی ہونی چاہیئے کیونکہ اگر اس میں یہ صفت نہ پائی جائے تو اس کی ہیبت اور دبدبہ ختم ہو جائے گا۔ اور لوگ اس کی اطاعت سے پہلوتہی کرنے لگیں گے۔ اسی لیے وہ بادشاہ کو مشورہ دیتا ہے کہ ہنسی و مذاق میں کم سے کم حصہ لے کیونکہ یہ چیزیں وقار کو کم کر دیتی ہیں۔

کیکاؤس کے نزدیک چھٹی صفت جو بادشاہ میں ہونی چاہیئے وہ راست گفتاری ہے۔ وہ حق گوئی کے سلسلے میں عجیب و غریب نظریہ پیش کرتا ہے۔ اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہتا ہے "اے بیٹے تم ریاکار و ظاہردار بن جاؤ لیکن جھوٹے نہ بنو اور سچائی میں نام پیدا کرو تاکہ اگر کبھی جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آئے تو بھی لوگ تمہاری بات کا یقین کر لیں۔" اسی طرح کیکاؤس ایسی باتوں کے منہ سے نکالنے سے منع کرتا ہے جو سچی ضرور ہیں لیکن ناقابلِ یقین ہیں۔ کیونکہ ایسی باتوں کا ثابت کرنا آسان نہیں ہوتا۔ وہ کہتا ہے "انسان ایسی بات کیوں کہے جو صحیح ہونے کے باوجود اس کے ثابت کرنے کے لیے چار ماہ درکار ہوں اور دو معزز آدمیوں کی شہادت کی ضرورت پڑے۔"

کیکاؤس کا دعویٰ ہے کہ جس بادشاہ میں ان چھ صفتوں میں سے کوئی ایک صفت بھی نہ پائی جائے تو وہ

لازمی طور پر بادشاہت کے نشہ میں مست ہو جائے گا اور یہ نشہ صرف اسی وقت اترے گا جب سلطنت اس سے چھن جائے گی۔

ان چھ صفات کے علاوہ بھی کیکاؤس نے قابوس نامہ میں جابجا شاہی اوصاف کی طرف اشارے کئے ہیں۔ ایک موقع پر وہ کہتا ہے کہ بادشاہ میں خوفِ الٰہی کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ اور بادشاہ دینی لحاظ سے اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہو اور اس کا مذہب بے داغ ہو۔ دین کی اہمیت کیکاؤس کے نزدیک اس قدر ہے کہ اس نے ابتدائی چار باب اسی کے لیے مخصوص کئے ہیں جس میں ذکر باری تعالیٰ کے علاوہ شرعی فرائض بھی زیر بحث آئے ہیں۔ اس نے اسلامی احکامات کی عجیب و غریب توجیہہ کی ہے۔ بایں ہمہ کیکاؤس نہایت سختی سے مذہب کی پابندی کرنے پر بھی مجبور نہیں کرتا۔ مثلاً وہ تسلیم کرتا ہے کہ شراب نوشی گناہ ہے۔ لیکن وہ ازتکاب گناہ کے لیے بھی چند اصول سکھلاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر تم گناہ کرنے ہی پر مجبور ہو تو ڈھنگ سے کرو۔ شراب صبح کے وقت نہ پیو تاکہ فرائض کی انجام دہی سے معذور نہ ہو جاؤ اور نہ ہی اکثر نشہ میں دھت رہو۔ جمعہ کے دن شراب کو منہ نہ لگاؤ۔ اپنے گھر کے سوائے کسی اور جگہ شراب ہرگز نہ پیؤ۔ اس طرح کیکاؤس کے یہاں ظاہری ٹیپ ٹاپ قدم قدم پر ملتی ہے۔ اس کی رائے میں اگر لوگ اچھا سمجھیں تو گناہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان خیالات کے باوجود وہ مذہبی احکامات کی بے چون وچرا پابندی کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ نہایت سیدھے سادے طریقے سے شرعی احکامات کی بجا آوری کی جائے اور یہ نہ سوچا جائے کہ فلاں حکم کے دینے میں کیا مصلحت پنہاں ہے۔

کیکاؤس بادشاہ کو عاقل بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عقل صحیح معنوں میں سلطان کا وزیر ہے۔ وہ اپنے لڑکے کو تاکید کرتا ہے کہ اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو عقل سے کام لینا اور کام شروع کرنے سے پہلے اس کے انجام پر خوب اچھی طرح غور کر لینا۔ اس طرح کیکاؤس عمائدین مملکت سے مشورہ کرنے پر زیادہ زور نہیں دیتا ہے۔ اگر بادشاہ مشورہ بھی کرے تو ان کے دیئے ہوئے مشوروں پر مزید غور و فکر کرنے اور ان کے حسن و قبح کا جائزہ لینے کی تاکید کرتا ہے۔ وہ بادشاہ کی مطلق العنانی کا قائل ہے۔

کیکاؤس نابالغ اور کم سن لوگوں کو بھی تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہونے میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ وہ وزیر کو تاکید کرتا ہے کہ کم سن بادشاہ کا بھی احترام کرے اور اس کی اطاعت سے سرتابی نہ کرے۔ لیکن نابالغ بادشاہ کے وزیر کا سن رسیدہ ہونا ضروری قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر بادشاہ اور وزیر دونوں کم سن ہوں گے تو جوانی کی آگ بہت جلد حکومت کے ڈھانچے کو جلا کر راکھ بنا دے گی۔

تمام مسلم مفکرین نے اقتدارِ اعلیٰ کی مطلوبہ خصوصیات سے بحث کی ہے۔ ماوردی نے امام کی صفات کی جو فہرست پیش کی ہے ان میں عدالت، سخاوت اور عقل کو بہت اہمیت دی گئی ہے لیکن وہ امام کو مجاہد اور مجتہد دونوں

دیکھنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے ماوردی کا امام ایک خیالی مجسمہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فارابی نے بھی اپنے فلسفی بادشاہ کے اس قدر اوصاف گنوائے ہیں کہ مادرِ گیتی اس قسم کے فرزند پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ البتہ غزالی کا اقتدارِ اعلیٰ بڑی حد تک ممکن الحصول ہے۔ کیکاؤس نے جو معیار مقرر کیا ہے اس قسم کا انسان دستیاب ہونا مشکل ضرور ہے تاہم ناممکن نہیں۔

حکمران کے فرائض

بادشاہ کے فرائض میں کیکاؤس رعایا کی خبر گیری کو اہم ترین فریضہ بتلاتا ہے۔ اس کی اہمیت واضح کرنے کے لیے بار بار متعدد پیرایوں میں اس کا ذکر کرتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم بادشاہوں کے واقعات بیان کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جو فرماں روا رعایا کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں ان کی حکومت دیرپا ثابت ہوتی ہے اور مدتوں ان کے خاندان کے افراد تاج و تخت کے مالک بنے رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے جو لوگ رعایا کے حقوق کا پاس نہیں کرتے وہ بہت جلد تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

بادشاہ کے فرائض میں ایک فریضہ ملکی حالات سے پوری طرح خبر رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ممالک بالخصوص ہمسایہ ملکوں کے حالات معلوم کرنا بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "اے بیٹے تمہارا فرض ہے کہ اپنی سلطنت کے حالات سے بے خبر نہ رہو۔ بالخصوص رعایا اور فوج کی تمام باتوں سے خبردار رہنا اشد ضروری ہے۔ وزیر کے معاملات کی طرف تمہیں خصوصی توجہ دینی چاہیئے حتیٰ کہ تمہیں معلوم ہوئے بغیر وزیر ایک گھونٹ پانی بھی اپنے حلق سے نہ اتار سکے کیونکہ تم نے اپنی جان و مال کو اس کے حوالے کر رکھا ہے۔" البتہ وہ یہ نہیں بتلاتا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے کیا طریقے اختیار کئے جائیں جیسا کہ نظام الملک نے کیا ہے۔

راعی اور رعایا کے تعلقات

کیکاؤس جس قدر فرماں روا کو رعایا کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کرتا ہے اتنا ہی وہ رعایا پر زور دیتا ہے کہ وہ بادشاہ کا احترام کرے۔ وہ گیلان شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "تمہارا فرض ہے کہ تم بادشاہ کے ساتھ اس عزت و احترام سے پیش آؤ جس کا وہ مستحق ہے تاکہ وہ بھی تمہارے ساتھ نرمی کا سلوک کرے۔ اگر تم بادشاہ کے ساتھ بدسلوکی کے مرتکب ہو گے تو تمہیں اسی قسم کے سلوک کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔" گویا کیکاؤس بادشاہ کو صرف اسی صورت میں رعایا پر سختی کرنے کا حق دیتا ہے جب کہ رعایا بادشاہ کے جادۂ اطاعت سے باہر قدم رکھے۔ عمالِ حکومت کو وہ تاکید کرتا ہے کہ بادشاہ کی خلوص اور دیانت داری سے خدمت کریں۔

وزارت

کیکاؤس وزیروں کو غیر محدود اختیارات دینے پر آمادہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ وہ بادشاہ کو بذاتِ خود امورِ مملکت کی

انجام وہی میں مشغول دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لیے وہ وزیر کے مشورے کو بغیر سوچے سمجھے قبول کر لینے کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ وزیر پر کلی بھروسہ کرنے کے بھی مخالف ہے۔ وہ بادشاہ کو وزیر کی حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھنے کی تاکید کرتا ہے حتیٰ کہ وزیر بادشاہ کو معلوم ہوئے بغیر ایک گھونٹ پانی بھی نہ پی سکے۔ اور وزیر کو مشورہ دیتا ہے کہ ہر وقت بادشاہ سے خائف رہے۔ اگر اس کا دامن بددیانتی کے داغ سے پاک بھی ہو تو بھی خود کو مامون و مصئون نہ سمجھے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ بادشاہ سے ڈرنے کی وزیر سے زیادہ کسی اور کو ضرورت نہیں ہے۔ وزیر ہر وقت بادشاہ کا احترام کرے۔ بادشاہ نابالغ و کم سن ہو تو بھی اس کی عزت کرنے میں کمی نہ کرے کیونکہ بادشاہ بطخ کی طرح ہوتا ہے جسے تیرنا سکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کیکاؤس نے وزیر کے اوصاف بھی بیان کئے ہیں۔ اس کے نزدیک وزیر کا عاقل و ذکی ہونا ضروری ہے تاکہ جلد معاملات کی تہہ تک پہنچ سکے۔ اس میں وفاداری کی صفت بھی لازمی ہے تاکہ غداری کر کے سلطنت کے زوال اور عوام کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ پھر وزیر میں ایسی صلاحیت پائی جانی چاہیئے جس کے ذریعے وہ فوج اور دیگر عمال حکومت کے ساتھ عادلانہ سلوک کر سکے۔ اور کسی کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ روا نہ رکھے۔ اس کی تمام تر توجہ اس امر کی طرف مبذول ہو کہ حکومت کی آمدنی میں اضافہ کیا جائے اور اس کی کوششیں اس بات پر صرف ہوں کہ کم آباد علاقے آباد کئے جائیں تاکہ بے روزگار لوگ کام پر لگ جائیں اور ملک سے بے روزگاری دور ہو۔ ماوردی نے بھی وزیر کے اوصاف کی فہرست پیش کی ہے جن میں دیانت داری، خود اعتمادی، ذہانت، عیش سے نفرت، موقع شناسی شامل ہیں۔ لیکن یہ اوصاف بھی امام کی طرح خیالی ہیں۔ کیکاؤس اس کے برعکس بڑی حد تک قابلِ عمل نظریہ پیش کرتا ہے۔

وزیر کے اوصاف بیان کرنے کے علاوہ کیکاؤس اس کے فرائض بھی گنواتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دیتا ہے کہ وزیر بادشاہ کو غیر ممالک کے فرمانرواؤں کے حالات اور ان کے منصوبوں سے باخبر رکھے تاکہ ملک اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔

فوج

دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں بے شمار حکومتیں بنیں اور بگڑیں۔ ان حکومتوں کے عروج و زوال کا انحصار ان کی فوجی قوت پر تھا۔ کیکاؤس مسلم سیاسی مفکرین میں سب سے زیادہ حقیقت پسند تھا اسی لیے وہ نہایت واضح الفاظ میں فوج کی اہمیت بیان کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ فوج اور رعایا حکومت کے دو ستون ہیں۔ تاج و تخت کی بقا بغیر فوج کے ممکن نہیں اور خوش حالی کا دارومدار رعایا پر ہے۔ کیکاؤس کا دعویٰ ہے کہ ملک کی اقتصادی حالت اور بادشاہ کی فوجی طاقت میں گہرا تعلق ہے۔ جس ملک کی اقتصادی حالت اچھی ہوگی اس کی فوج مضبوط اور قوی ہوگی۔ برخلاف اس کے مالی حالت کی خرابی کی صورت میں دفاعی قوت کا بھی کمزور ہونا یقینی ہے اس

لیے کیکاؤس فرمانروا کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ اپنی تمام توجہ اس امر کی طرف مبذول کرے کہ پیداوار میں اضافہ ہو کیونکہ حکومت کا قیام اور بقا فوج کے بغیر ممکن نہیں اور بغیر مال و زر فوج کا رکھنا محال ہے اور مال و زر بھی پیداوار کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں اور پیداوار میں اضافہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ کسانوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور یہ بغیر عادلانہ نظام کے ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے فوجی طاقت کو مستحکم کرنے کے لیے بادشاہ کا عادل ہونا ضروری ہے تاکہ کسان مطمئن ہو کر زیادہ سے زیادہ کام کریں اور ملکی پیداوار میں اضافہ ہو۔ پیداوار کے ذریعہ شاہی خزانہ معمور ہو گا اور طاقت ور فوج کا رکھنا ممکن ہو گا۔

کیکاؤس فوج اور رعایا کو حکومت کے دوستون قرار دیتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کے خلاف ہے کہ فوج رعایا پر مسلط کر دی جائے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اگر فوجیوں کے سپرد نظم و نسق کا کام کر دیا گیا تو آبادی میں کمی پیدا ہونی شروع ہو جائے گی جس کا خراب اثر ملکی معاشیات پر پڑے گا۔

فوج میں بغاوت کے رجحانات کو ختم کرنے کے موثر طریقے بھی کیکاؤس نے بتلائے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ بادشاہ فوج میں ایک ہی قوم کے افراد بھرتی نہ کرے ورنہ اس کی حیثیت ایک قیدی سے زیادہ نہیں رہے گی بلکہ اسے چاہیئے کہ مختلف قوم و نسل کے لوگوں کو فوج میں رکھے۔ اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ فوج بادشاہ کے خلاف متحدہ بغاوت نہ کر سکے گی اور ایک قوم کے ذریعے دوسری قوم پر قابو رکھنا ممکن ہو گا۔ اور کوئی بھی دوسرے کے خوف کی وجہ سے بغاوت و سرکشی پر آمادہ نہ ہو گا۔ اس طرح فوج پر بادشاہ کا مکمل قابو رہے گا۔

کیکاؤس کے سیاسی نظریات اگرچہ آٹھ نو سو سال پرانے ہیں لیکن ان کی تازگی میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ قابوس نامہ آج بھی پڑھنے والے کو متعدد معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی الجھنوں سے نجات دلا سکتا ہے اور ملک کے کئی اہم مسائل کے حل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

تاریخِ جمہوریت

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لے کر عہد انقلاب اور دورِ حاضر تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۰۶۔ قیمت -/۸ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور